مولانا مفتی محمد طارق محمود(۱)

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمہ اللہ تعالیٰ کی حدیثی خدمات

تلک آثارنا تدل علینا فانظروا بعدنا الی الآثار

یہ ہمارے نشانات ہیں جو ہمارا پتا دیتے ہیں☆ ہمارے بعد ہمارے نشانات دیکھ لینا

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمہ اللہ تعالیٰ کی حدیثی خدمات سے آگاہی کے لیے ہمارے پاس دو بنیادی ماخذ ہیں۔۱۔حضرت کی تصانیف۔۲:حضرت کے محاضرات و دروس۔یوں تو حضرت کی تقریبا سبھی تصانیف اور محاضرات حدیث شریف کی دل نشیں تشریحات اپنے دامن میں لیے ہوئے ہیں، لیکن خاص حدیث شریف کے موضوع پر مستقل مجموعے بندہ کی معلومات کے مطابق تین ہیں۔۱: آثار الحدیث ۲جلد۔۲:دوازدہ حدیث ۱جلد۔۳:درس صحیح بخاری کے امالی۔

زیر نظر مضمون میں پہلے ان تین مجموعوں کا مختصر تعارف پیش کیا جائے گا اور پھر حضرت کی عمومی حدیثی خدمات کا ایک خاکہ پیش کیا جائے گا۔

خصوصی حدیثی خدمات:

۱:آثار الحدیث:(۲)

حضرت رحمہ اللہ نے علم حدیث سے متعلق مختلف موضوعات پر علمی دروس دیے تھے۔جنھیں طلبہ نے لکھ کر حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔اور پھر یہ دروس حضرت کی نظر ثانی اور اضافات کے بعد کتابی شکل میں آثار الحدیث کے نام سے شائع ہوئے۔ان دروس میں حضرت کے پیش نظر علوم الحدیث کے مختلف گوشوں کا مستند اور مفصل تعارف رہا ہے، تاکہ مستشرقین اور متغربین کے شبہات سے جدید تعلیم یافتہ طبقہ متاثر نہ ہو پائے۔اور اگر کوئی خدانخواستہ کسی شبہہ کا شکار ہو جائے تو اس کتاب کے مطالعے سے اسکا ذہن صاف ہو جائے۔اب اس اجمال کی تفصیل حضرت کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ فرمایئے:

”افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارا جدید تعلیم یافتہ طبقہ اور یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلبہ مطالعہ اسلام کے لیے بھی مغربی ماخذ پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں۔عربی نہ جاننے کے باعث اصل ماخذ تک انکی رسائی نہیں ہوتی۔علماء کی اردو میں لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ وہ اپنی کسر شان سمجھتے ہیں۔اب سوائے اس کے چارہ نہیں کہ ان جدید طلبہ اور دانشوروں کے بڑے پیمانے پر سیمینار منعقد

---

(۱) متخصص فی الحدیث، متخصص فی الفقہ والافتا، مدرس و معین مفتی: جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور......(۲) ۱/۶۲۲......۲/۶۵۲۔[ادارہ]

کیے جائیں۔ اوراسطرح انھیں اسلام کے اس ماخذ علمی پر مطمئن کیا جائے۔ پچیس سال پہلے راقم الحروف نے مختلف
تعلیمی اداروں میں حدیث کے موضوع پر کچھ لیکچرز دیے تھے۔ ان کی ابتدا مرے کالج سیالکوٹ سے ہوئی تھی۔ گورنمنٹ کالج لاہور
اور اسلامیہ کالج ریلوے روڈ کے بعض طلبہ اسلامیات نے ان مضامین کو مختلف سیمیناروں میں سنا اور لکھا، یہاں تک کہ یہ بھی
تحریرات نظر ثانی کے لیے میرے پاس پہنچ گئیں۔ اشاعت کی جلد صورت سامنے نہ آئی تو احقر نے یہ مضامین ملک کے مختلف
جرائد میں شائع کرادیے۔ اوراس طرح طلبہ کی یہ محنت افادہ عام کے لیے منظر عام پر آگئی۔

طلبہ علوم اسلامی کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کے اس سرمایہ علم پر پوری فنی محنت کریں۔ اس کے ایک ایک موضوع کا
فکری نظری اور تاریخی جائزہ لیں۔ دیگر فنون سے دورہ تحصیل سے مناسبت رہے تو وہ ساری عمر کام دیتی ہے، مگر فن حدیث اپنے
کمال میں پوری عمر مانگتا ہے۔ جو طلبہ دورہ حدیث سے فارغ ہوئے انھیں یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ہم اس منزل کو طے کر چکے، بلکہ یہ سمجھنا
چاہیے کہ اب ہم اس لائن پر چلنے کے لائق ہوئے ہیں۔ اوراب اس راہ میں ہمیں ساری عمر چلنا ہے۔ علما کی زندگی کا یہ سب سے
اشرف موضوع ہے، جس طرح دورہ حدیث طلبہ علوم اسلامی کی سب سے بڑی کلاس ہے۔

آثار الحدیث ان شاء اللہ العزیز آپ کی زندگی کے اس پورے سفر میں آپ کا ساتھ دے گی۔ آپ بھی پوری توجہ سے
اس کا ساتھ دیں۔ اسے پڑھیں اور پڑھائیں۔ حدیث کے خلاف پھیلائے گئے فتنوں کی جڑ خود بخود کٹتی جائیگی۔ اور آپ کو اس
میں حدیث کی صداقت پر ایک کھلا نور، سکون اور اطمینان ملے گا۔ ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد۔

احقر نے ان مضامین میں فنی اصطلاحات کو اپنے روایتی مفہوم میں محدود نہیں رکھا۔ بات کو جدید ذہنوں میں اتارنے کے
لیے کچھ وسعت سے کام لیا ہے۔ علمائے حدیث نے اس علم کا موضوع آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو قرار دیا
ہے۔ احقر نے اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی ساتھ لیا ہے۔ حدیث کی کوئی کتاب ان کی مرویات کے بغیر جامع اور مکمل
نہیں، ضروری سمجھا کہ اس موضوع کی وسعت میں ہم ان نفوس قدسیہ کو بھی ساتھ رکھیں جو اس قریب تعلق سے خود بھی اس فن کا
موضوع بن گئے تھے۔

طلبہ علوم اسلامیہ ان علوم کے تحقیقی مراحل میں مستشرقین سے کہیں تائید لے لیں تو اس میں حرج نہیں۔ لیکن ان تحقیقات
کے کسی باب میں ان پر بھروسہ نہ کریں۔ یہ اس فن کی کہیں تعریف بھی کریں گے تو اس کے آخر میں مگر کا الارم دیکر طالبین کو شک کی
ایک ایسی گہری وادی میں دھکیل دیں گے جس میں گرتے تو کئی دیکھے گئے، لیکن نکلنے والا خوش قسمت کوئی کوئی رہا...... درایت اس
کتاب کا موضوع نہیں۔ اس کی بحث آپ کو ان شاء اللہ العزیز آثار التشریع میں ملے گی...... آثار الحدیث کے ان مضامین میں ہر
مضمون اپنی جگہ ایک مستقل کتاب ہے۔ آپ پوری کتاب نہ بھی پڑھیں تو جس موضوع کی آپ کو ضرورت ہو اسے اس کے متعلقہ
عنوان میں آپ آسانی سے معلوم کر سکیں گے۔ ہر عنوان اپنی جگہ ایک پورا مضمون ہے۔ اسے پڑھیے، آپ کے ذہن میں اس
موضوع سے متعلق کوئی تشنگی باقی نہ رہے گی۔ بعض عنوان ایسے ہیں جن میں کچھ قدر مشترک ہے۔ یہ قدر مشترک آپ کو مختلف

عنوانوں میں موضوع کی مناسبت سے ملے گی۔ اسے تکرار بے جا نہ سمجھا جائے۔ ہر عنوان کو جامع بنانے کے لیے اس کا وہاں دیا جانا ضروری تھا۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے الصحیح کے باب باندھے تو آپ کو بھی بعض احادیث ان میں مکرر لانی پڑیں۔ حدیث پر کام کرنے والوں کے لیے اس سے گریز ممکن نہیں...... دورۂ حدیث کے طلباء اس کتاب کو پڑھ کر دورۂ حدیث شروع کریں تو اساتذہ کی تحقیقات کو وہ بڑی آسانی سے اس کتاب کے مختلف ابواب میں جگہ دے سکیں گے...... ہمیں اس سے انکار نہیں کہ اب حملہ آور نہیں رہے، اندر رہے ہیں۔ لیکن ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اندرونی دشمن کا سامنا کرنا بیرونی حملہ آوروں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ سخت ہوتا ہے۔" [آثار الحدیث: مقدمہ: ۲۲ تا ۳۲ ملخصاً بلفظہ]

اس کتاب میں حضرت مصنف رحمہ اللہ نے کل ۲۹ عنوانات پر مقالات سپرد قلم فرمائے ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ (واضح رہے کہ یہ تفصیل دار المعارف، اردو بازار، لاہور کی طبع اول کے مطابق ہے)

جلد اول میں ۱۵ موضوعات زیر بحث آئے ہیں۔ ۱: لفظ حدیث۔ ۲: تاریخ حدیث۔ ۳: موضوع حدیث۔ ۴: ضرورت حدیث۔ ۵: مقام حدیث۔ ۶: اخبار حدیث (یعنی غیبی خبریں)۔ ۷: قرآن الحدیث (یعنی حدیث میں قرآن مجید کو کس حیثیت سے ذکر کیا گیا ہے)۔ ۸: حجیت حدیث۔ ۹: حفاظت حدیث۔ ۱۰: تدوین حدیث۔ ۱۱: رجال حدیث۔ ۱۲: شیعہ اور علم حدیث (اہل تشیع کے سلسلہ حدیث پر کلام)۔ ۱۳: اسلوب الحدیث (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلوب بیان)۔ ۱۴: امثال الحدیث (احادیث میں آنے والی مثالیں)۔ ۱۵: غریب الحدیث (حدیث شریف کے دقیق الفاظ کی وضاحت)۔

جلد دوم میں ۱۴ موضوعات زیر بحث آئے ہیں۔ ۱: آداب الحدیث۔ ۲: قواعد الحدیث۔ ۳: اقسام الحدیث۔ ۴: متون الحدیث۔ ۵: شروح الحدیث۔ ۶: تراجم حدیث (دوسری زبانوں میں حدیث کے ترجمے)۔ ۷: ائمہ حدیث۔ ۸: فقہائے حدیث۔ ۹: ائمہ جرح وتعدیل۔ ۱۰: ائمہ تالیف۔ ۱۱: ائمہ تخریج۔ ۱۲: اہل حدیث۔ ۱۳: منکرین حدیث۔ ۱۴: مدارس حدیث (حدیث شریف کی درس گاہیں)۔

الغرض آثار الحدیث کہنے کو تو دو جلد پر مشتمل ایک کتاب ہے، لیکن درحقیقت علوم الحدیث کے مختلف موضوعات پر ۲۹ رفیع مقالات اور رسائل کا مجموعہ ہے۔ جن میں عام فہم زبان اور رواں اسلوب میں قارئین کو معلومات ذہن نشین کرائی گئی ہیں۔ اور افہام وتفہیم کے ذریعے شبہات کے کانٹے دور کر دیے گئے ہیں۔ نیز علوم الحدیث کی تاریخ کا ایک مرتب اور منضبط خاکہ سامنے لایا گیا ہے۔

۲: دوازدہ حدیث:

اس کتاب میں حضرت رحمہ اللہ نے ۱۲ احادیث کی تشریح کی ہے۔ یہ وہ احادیث ہیں جن کے معانی بگاڑ کر اہل باطل اپنے فاسد عقائد ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت نے ان احادیث کی کافی وشافی وضاحت سپرد قلم فرمائی ہے۔ اور قرآن مجید کی روشنی میں ان کا صحیح مطلب سمجھایا ہے۔ کتاب کے مطالعے کے بعد منصف مزاج آدمی کے لیے شک وشبہے کی کوئی گنجائش

نہیں رہتی۔ان احادیث کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱:انک لاتدری ما احدثوا بعدک ۔۔۔آپ نہیں جانتے انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی باتیں اختیار کر لی تھیں۔(حدیث حوض)

۲:انی ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما ۔۔۔میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔(حدیث ثقلین)

۳:من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔۔۔جس کا میں دوست ہوں علی بھی اسکا دوست ہے۔(حدیث ولایت)

۴:لایزال الاسلام عزیزا منیعا الی اثنی عشر خلیفة ۔۔۔اسلام بارہ خلفاء تک غالب رہے گا۔(بارہ امام کی حدیث)

۵:فاطمة بضعة منی فمن ابغضھا فقد اغضبنی ۔۔۔فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا حصہ ہے،جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔(حدیث اغضاب فاطمہ رضی اللہ عنہا)

۶:ان امتی سیبلغ ملکھا مازوی لی منھا ۔۔۔میری امت کا قبضہ ان سب پر ہوگا جو میرے سامنے جمع کیے گئے۔(عالمی غلبہ رسالت کی حدیث)

۷:حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے باغ فدک کا حصہ مانگا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہیں دیا۔(حدیث فدک)

۸:نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات میں کاغذ قلم مانگا جو صحابہ رضی اللہ عنہم نے نہ دیا۔(حدیث قرطاس)

۹:حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لااشبع اللہ بطنہ (اللہ اسکا پیٹ نہ بھرے)ارشاد فرمایا۔(حدیث فضیلت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ)

۱۰:صحابہ کرام کی باہمی لڑائیاں۔(حدیث وحدت امت)

۱۱:نجران کے عیسائیوں سے مباہلے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہیں آئے تھے۔(حدیث مباہلہ)

۱۲:حضرت مہدی علیہ الرضوان کون ہیں؟۔(حدیث خروج مہدی)

مذکورہ کتاب کی اہمیت کے پیش نظر برصغیر کے بہت سے مدارس دینیہ نے اسے اپنے نصاب میں شامل کیا ہے،جیسا کہ کتاب کے ص۲۲۳ پر وضاحت کی گئی ہے۔اگر دیگر اہل مدارس بھی اس طرف توجہ فرمائیں تو یقیناً طلبہ کے لیے بہت مفید ہوگا۔کتاب کے ذائقے سے آشنائی کے لیے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:(حدیث وحدت امت کی شرح میں ارشاد ہے:)

"امت مسلمہ کا ایک سے دو ہو جانا تاریخ اسلام کا نہایت افسوسناک موڑ تھا۔اب انتظار تھا کہ یہ دو پھر کب سے ایک ہوتے ہیں۔اس کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی چلی آرہی تھی۔جس کے پورا ہونے کا وقت اب آ لگا تھا۔حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو حدیث وحدت امت کہتے ہیں۔ اور آج کی مجلس میں بس اس کا بیان ہوگا۔ واللہ ھو الموفق لمایحبه ویرضی به ۔حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر اپنے والد سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرنے کا خاصا اثر تھا اور آپ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مشورے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرنی چاہی اور دونوں بھائیوں نے اس پیش رفت کے ذریعے پھر سے امت کو دوسے ایک کر دیا۔ حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے کہا: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر والحسن علی جنبه ینظر الی الناس مرۃ والیه مرۃ ویقول ابنی هذا سید ولعل اللہ ان یصلح به بین فئتین من المسلمین.[صحیح بخاری: ۱/ ۵۳۰] ترجمہ: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا جب کہ آپ کی دائیں جانب حضرت حسن رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ ایک دفعہ لوگوں پر نظر کرتے اور ایک دفعہ حضرت حسن کی طرف اور آپ نے فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ تعالی اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں کو پھر سے ایک کر دے گا۔ صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ اس طرح بھی آئے ہیں: فئتین عظیمتین من المسلمین ۔ترجمہ: یہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کی صلح ہوگی۔ یہاں سے ہر ایک جماعت کیلئے فئہ عظیمہ کی ایک اصطلاح بن گئی۔ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی یہ صلح کوئی مجبوری کی صلح نہ تھی۔ مجبوری تب ہوتی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عراق گئے ہوں۔ جہاں حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جانشین تھے، لیکن اگر یہ دونوں بھائی شام آئے ہوں تو اسے مجبوری کی فتح اور طاقت کی فتح نہیں کہا جا سکتا۔ پھر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صلح کو عزت کے پیرائے میں بیان فرمایا اور ظاہر ہے کہ پیغمبر کی بات ظاہر داری کی نہیں ہو سکتی۔ پیغمبر کا ایسا بول وحی الٰہی سے ہوتا ہے۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ۔حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے وظائف بھی لیتے رہے اور حضرت حسینؓ اپنے بھائی کی شہادت کے بعد بھی اپنے وظائف لیتے رہے۔ اور مدینہ میں ہی مقیم رہے ۔تو کیا یہ کسی حدیث میں بھی مجبوری کی صلح ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں!''[دوازدہ حدیث: ۱۷۷ ارتا ۱۷۹، محمود پبلی کیشنز، شاہدرہ، لاہور، ط: ۲۰۱۸ م] (دیکھیے: ۱/ ۶۵۲ ۔[ادارہ])

۳: درس بخاری کی تقریرات:

حضرت علامہ رحمہ اللہ نے اس آخری سال جامعہ اشرفیہ لاہور میں درس بخاری میں جو تقریرات فرمائیں ان میں سے کچھ جواہر پارے درج کیے جاتے ہیں: سند کے اعتبار سے تین کتب اہم ترین ہیں: بخاری، مسلم، ابوداود۔...... ترمذی کی خصوصیت یہ ہے کہ وفی الباب سے دوسرے صحابہ سے جو احادیث اس بارے میں آئی ہیں ان کا ذکر کرتے ہیں اور دوسرے حدیث کے ساتھ امت کا عمل بھی بیان کرتے ہیں۔...... جو استاذ ترمذی میں ماہر ہوگا وہ سارے علم حدیث پر حاوی ہوگا۔ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اپنے مدرسے میں ترمذی خود پڑھاتے تھے، بخاری کوئی اور پڑھاتا تھا۔ (بندہ عرض کرتا ہے کہ حضرت گنگوہی قدس سرہ کے ہاں دورہ حدیث میں سب سے پہلے ترمذی کا درس ہوتا تھا، جس میں مباحث کی تفصیل ذکر کی جاتی، ترمذی پوری ہو جانے کے بعد دوسری کتاب شروع ہوتی۔ طارق)...... وحی کی ابتدا کیسے ہوئی یہ بخاری جلد ا کے شروع میں ہے، یہی بات دوسری جلد میں بھی

ہے، پہلے حصے کو سمجھنے کے لیے دوسری جلد میں جانا پڑے گا، ابواب فضائل القرآن کا پہلا باب۔...... جب کوئی مسئلہ پوچھے تقدیر کا تو اس سے پوچھیں کہ معلق پوچھ رہے ہو یا؟ مبرم تو اللہ کی مشیت کا فیصلہ ہے، تقدیر کی بات منوانے کے بجائے مشیت کا اقرار کروالیں، اس سے خود بخود تقدیر بھی مان لے گا۔ غلام احمد نے کہا کہ میری پیش گوئی پوری نہ ہوئی تو کیا ہوا؟ ابراہیم علیہ السلام کی پیش گوئی بھی پوری نہیں ہوئی۔ وہ اس طرح کہ خواب دیکھا کہ ذبح کر رہے ہیں جب لٹالیا تو ذبح نہ ہوا بیٹا معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کی بات پوری نہ ہوئی۔ اسے یہ جواب دیں کہ خواب میں دیکھا کہ أَذْبَحُ ذبح کر رہا ہوں، یہ نہیں ہے کہ ذبح کر چکا ہوں، تو جب چھری چلائی تو کہہ سکتے ہیں کہ ذبح کر رہے ہیں تو بات پوری ہوگئی۔ اگر لفظ ذبحتُ ہوتا تب آپ کہتے کہ بات پوری نہیں ہوئی۔...... امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں اگر راوی کو اپنی لکھی ہوئی روایت یاد نہ ہو تو صرف کتابت سے بیان کرنا درست نہیں، امام بخاری فرماتے ہیں درست ہے، بخاری شریف کی اکثر روایات کتابت سے ہیں، یادداشت سے نہیں۔...... مباہلہ کے بارے میں یاد رکھیں کہ مباہلہ ہوا ہی نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دعوت الی المباہلہ دی تھی، وقت جواب دینے کا وہ مانگتا ہے جس کا کیس تیار نہ ہو، عیسائیوں نے بھی وقت مانگا تھا، لہٰذا مباہلہ نہیں ہوا، مباہلہ اور ہے دعوت الی المباہلہ اور ہے۔...... جب آپ سے بھی کوئی کہے کہ حدیث بتاو علما کی بات نہ کرو تو ان سے کہیں کہ امام بخاری نے کہا ہے: وقال عدة من اهل العلم امام بخاری نے اہل علم کا حوالہ دیا ہے، کیا امام بخاری کو حدیث یاد نہیں تھی؟...... اگر سعودی حکومت آل سعود حنفیوں کے خلاف ہے تو عقیدہ طحاویہ مدینہ یونیورسٹی کے نصاب میں شامل کیوں کی گئی ہے؟...... اریت النار سمجھیں۔ آگ دکھائی گئی، اس سے معلوم ہوا کہ اس سے پہلے وہ آگ نہیں دیکھ رہے تھے۔ اگر پیغمبر حاضر ناظر ہو تو وہ تو ہر وقت دیکھ رہا ہوگا، تو پھر اریت النار کے معنی نہ ہوں گے۔...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا سب سے زیادہ غم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تھا، لیکن اللہ تعالی نے سب سے زیادہ ہوش، ضبط اور برداشت انھیں عطا کیا اور انھوں نے سب کو ایسا سنبھالا کہ دنیا میں مثال نہیں...... میں نے ایک دوست سے پوچھا کہ جو خود کو اہل حدیث کہتے تھے، کہ تم سب کے سب نے حدیث پڑھی ہوئی ہے؟ کہنے لگے نہیں، جو نہیں پڑھے ہوئے وہ علما سے پوچھ کر عمل کرتے ہیں، میں نے کہا تمہارے لیے تقلید جائز ہوگئی، اپنے لیے تقلید جائز سمجھتے ہو تو ہمارے لیے کیوں ناجائز سمجھتے ہو۔...... (درس بخاری کے یہ نکات بندہ نے عزیزم مولوی عبداللہ احمد کی ضبط شدہ تحریرات سے نقل کیے ہیں۔ مولوی صاحب نے اس سال [۲۰۱۹ء] جامعہ اشرفیہ سے دورہ حدیث شریف کیا ہے۔) (دیکھیے: ۶۹۲/۲۔[ادارہ])

عمومی حدیثی خدمات:

حضرت علامہ رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف اور محاضرات میں حدیث شریف کی جو تشریحات ذکر فرمائی ہیں، وہ گوناگوں خصوصیات کی حامل ہیں۔ اس عنوان کے تحت ہم ان خصوصیات کا مختصر تذکرہ پیش کرتے ہیں:

۱: مستند حوالہ جات کا اہتمام: حضرت جس موضوع پر کلام فرماتے ہیں ٹھوس اور مستند حوالہ جات سے بات کرتے ہیں۔

۲: عام فہم اور شافی تشریحات: سادہ الفاظ میں حدیث کا مطلب کھول کر بیان کرتے ہیں، جس سے سننے والے کا دل

مطمئن ہو جاتا ہے۔

۳: حدیث کی شرح حدیث سے: ایک حدیث کی مختلف سندوں کے الفاظ کو یکجا ذکر کر کے حدیث کی مراد واضح کرتے ہیں۔ اور ایک مضمون کی احادیث سے بھی ایک دوسری کی شرح کرتے ہیں۔

۴: حدیث کے روایت کے لحاظ سے معیارات کا لحاظ: حدیث شریف کو جس درجے کے دعوے کی دلیل بنایا جارہا ہے اس کی سند میں بھی اتنی قوت ہو، اس کا لحاظ فرماتے ہیں۔

۵: استناد الی الاکابر: حتی الامکان اکابر اہل علم کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ سخت ضرورت کے بغیر اپنی رائے کا ذکر نہیں فرماتے۔ حتی کہ اساتذہ کی اردو کتب سے اقتباسات لیتے ہیں۔

۶: اپنی رائے کا ذکر اور تواضع: مجبوراً اپنی رائے کا ذکر کرنا پڑے تو بڑے عاجزانہ انداز میں کرتے ہیں۔

۷: شرح حدیث میں اصول درایت کا لحاظ: متن کی تشریح میں اس موضوع سے متعلق دیگر دلائل شرعیہ کے مفہوم اور درجے کا لحاظ رکھتے ہیں۔

۸: تشریح میں تدریجی ارتقا: آسان اور عام فہم مضامین سے آہستہ آہستہ قاری کو ساتھ لیکر دقیق اور غامض مضامین کی طرف بڑھتے ہیں۔

۹: تفصیلی مباحث کی تلخیص: شروح حدیث کی مطول کتب میں پھیلے ہوئے مباحث کا عمدہ اختصار کرتے ہیں۔

۱۰: لطیف استنباطات: اپنی جودت طبع سے بسا اوقات باریک نکتے استخراج کرتے ہیں۔ تلک عشرۃ کاملۃ.

مضمون کی طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ان سب خصوصیات کی ایک ایک مثال حضرت علامہ رحمہ اللہ کے کلام سے ہدیہ قارئین کرتا، لیکن ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے مصداق چند ایک شذرات پیش کرتا ہوں، تا کہ مشتے نمونہ از خروارے کا کام دیں۔

ایک درس میں لفظ ''سنت'' کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''الفاظ اپنی ضد سے پہچانے جاتے ہیں، توحید کے مقابل لفظ شرک ہے۔ شرک دنیا میں کہیں وجود نہیں رکھتا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کہیں خدا کا کوئی شریک ہو، ہاں اشراک ضرور موجود ہے۔ یعنی خدا کے ساتھ شریک ٹھہرانے کی کوششیں۔ جو لوگ ان ناکام کوششوں میں لگے ہیں انھیں مشرک کہتے ہیں۔ مسلمانوں میں بھی بعض ایسے بدنصیب ہیں جن کے عقائد اشراک کی عملی صورت ہیں۔ اب دوسرا لفظ ''سنت'' بھی سمجھ لیجیے! یہ لفظ کبھی فرض اور واجب کے مقابل آتا ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں یہ کام فرض ہے یا سنت؟ یہ لفظ کبھی بدعت کے مقابل آتا ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ فلاں کام کرنا بدعت ہے یا سنت؟ یہ لفظ کبھی حدیث کے مقابل آتا ہے۔ طلبہ پوچھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی روایت حدیث ہے یا سنت؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تراویح باجماعت چھوڑنا یہ حدیث ہے یا سنت؟ نماز کی حالت میں کسی دوسرے سے کلام کرنے کی روایت حدیث ہے یا

سنت؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی قبر پر ٹہنیاں رکھنا حدیث کہلائے گا یا سنت؟ حدیث کا لفظ کبھی قدیم کے مقابل آتا ہے۔قرآن کریم (اللہ کا کلام) قدیم ہے، حادث نہیں، اس کے مقابل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات حدیث ہے۔سنت کا لفظ کبھی سنت نبوی کے معنی میں بولا جاتا ہے۔اسکے مقابل سنت (خلفائے) راشدین اور سنت صحابہ کا لفظ آتا ہے۔آج اس اجتماع میں لفظ سنت بدعت کے مقابلہ میں لیا جارہا ہے۔" [عبقات:۲/۲۵،دارالمعارف،اردوبازارلاہور] (دیکھیے:۲/۴۲۲،۴۴۹،۵۶۶۔)

اہل علم پر مخفی نہیں کہ لفظ سنت کے یہ سب اطلاقات اگر پیش نظر رہیں تو بہت سی الجھنوں سے نجات ہوجاتی ہے۔

بارہ خلفا میں مروان بن حکم کی حکومت داخل ہے یا نہیں؟اس بارے میں اپنی رائے کا ذکران متواضعانہ الفاظ میں فرماتے ہیں:"احقر کی رائے ہے کہ مروان بن حکم کی حکومت بھی اس فہرست میں شامل نہیں، بلکہ اسوقت میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی حکومت ہی اولی تھی۔یہی امام مالک کی رائے ہے،اور یہی محدث ابن جوزی کا فیصلہ ہے۔واللہ اعلم بحقیقة الحال۔" [عبقات:۱/۳۷۶]

ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:"علمائے دیوبند اس کے قائل ہیں کہ معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انبیائے سابقین سے ملاقات ہوئی۔وہ دونوں باتوں کو ممکن سمجھتے ہیں کہ:

۱:ان کی ارواح بامر الٰہی خود ان کے اجسام کی صورتوں میں متشکل ہوگئی ہوں اور یہ ان کا ایک مثالی ظہور ہو۔

۲:یا اللہ تعالی نے انھیں ان کے اپنے اصلی اجساد سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم واقتدا کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کا موقع دیا ہو۔حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ صحیح بخاری کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:ثم استشکل رویة الانبیا فی السموات مع ان اجسادھم مستقرة دفی قبورھم.واجیب بان ارواحھم تشکلت بصور اجسادھم او احضرت اجسادھم لملاقاته صلی الله علیه وسلم ذلک اللیلة تشریفا وتکریما له . ترجمہ:پھر آسمانوں میں آپ سے انبیا کی ملاقات میں یہ اشکال ہے کہ یہ کیسے ہوئی؟ کیونکہ ان کے اجساد مبارکہ تو اپنی اپنی قبروں میں قرار پکڑے ہوئے ہیں!(وہی قبریں ان کا مقر ہیں)۔اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ان کی ارواح مبارکہ ان کے اجساد کی صورتوں میں متشکل ہوئیں۔اور وہ اس رات ان ابدان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لیے بھیجے گئے اور یہ سب آپ کے شرف اور آپ کی تکریم کے لیے ہوا۔(صحیح بخاری:۱/۵۴۵)

سو واضح ہوا کہ علمائے دیوبند پر یہ اعتراض ہرگز صحیح نہیں کہ جس طرح وہ اپنے بعض اساتذہ کرام کا پھر سے ایک بدن مثالی میں ظہور ممکن سمجھتے ہیں وہ حضرات انبیائے کرام کے لیے اس مثالی ظہور کو کفر وشرک قرار دیتے ہیں۔اسی طرح وہ اس بات کو بھی ناممکن نہیں سمجھتے کہ انبیائے کرام امر الٰہی سے کبھی اپنی قبروں سے بھی ایک لحہ کے لیے کہیں حاضر کردیے جائیں اور اس سے ان کا ہر جگہ اور ہر وقت حاضر ہونا ہرگز لازم نہیں آتا۔" [عبقات:۲/۲۸۹،۲۸۸]

حضرت علامہ رحمہ اللہ کا سارا کلام اس طرح کی دلآویز حدیثی تشریحات سے لبریز ہے۔اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں بھی حضرت کا مخصوص انداز گفتگو عطا فرمائیں۔آمین یارب اللعالمین۔ ☆☆☆☆☆